مولانا محمد اکرم اعوان
امیر تحریک تبدیلیٔ نظام
کے
ارشادات

تحریک تبدیلی نظام۔ امیر تحریک کے ارشادات

وطن عزیز ہمارے پاس اللہ جل شانہ کی ایک عظیم امانت ہے' ملک پاکستان روئے زمین پر ریاست مدینہ کے بعد دوسری مملکت ہے جس کی تشکیل عقیدے اور نظریے کی بنیاد پر ہوئی۔ یہ انعام ان بے بہا قربانیوں کا صدقہ ہے جو مسلمانوں نے اسلامی ریاست کے زوال کے ساتھ ساتھ دینا شروع کیں' اس میں وہ افراد بھی شامل ہیں جو سکھوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے پیوند زمین ہوئے۔ اس تبدیلی میں ان مجاہدوں کا دم خم بھی شامل ہے جو باطل قوتوں سے ٹکراتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ان میں وہ شہید بھی شامل ہیں جو قادیانی کذاب کے مقابلے میں جانیں دے گئے۔ اس کی آبیاری میں اس غریب کی آہ بھی شامل ہے جس کی معصوم بیٹیاں فسادات میں کافروں نے چھین لیں۔ اس میں ان ماؤں کی آہیں بھی شامل ہیں جن کے بیٹے ان کے سامنے گدھوں نے نوچے۔ اس میں ان علماء کی وہ راتیں بھی شامل ہیں جو انہوں نے سالوں گھاس کے تنکوں پر ' جیل خانوں اور تہہ خانوں میں کوڑے کھاتے بسر کر دیں اس میں ان مجاہدین کے وہ ذکر اذکار بھی شامل ہیں جو وہ جزائر انڈیمان میں بیٹھ کر کرتے رہے یہ کسی ایک آدھ بندے کی محنت کا ثمر نہیں یہ صدیوں کی قربانی کا ثمر ہے' یہ نسلوں کی قربانی کا ثمر ہے۔

یہ ریاست پاکستان جس کا اعلان رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو ہوا جسے رب ذوالجلال نے لیلتہ القدر میں وجود بخشا۔ اس کا مقدر تھا' مقدر ہے اور مقدر ہوگا صرف دین اسلام اس کے علاوہ اس کی تقدیر میں کچھ نہیں۔

ہمارے ساتھ سنگین مذاق یہ ہوا کہ جب انتقال اقتدار کا وقت آیا تو جاتے جاتے غیر ملکی آقا ہمارے ساتھ چال چل گیا۔ اس نے برصغیر کو ایک عجیب سی زنجیر میں باندھ رکھا تھا۔ ایک وقت اس پر ایسا بھی تھا کہ کابل سے برما تک اور ہمالہ سے دکن تک کل ساڑھے تین ہزار انگریز اس سرزمین کے حاکم تھے۔ اتنی وسیع مملکت کو

انہوں نے کیسے قابو کر لیا۔ سب سے پہلی رپورٹ جو ہندوستان پر غلبہ پانے کے بعد' سلطان ٹیپو اور سراج الدولہ کو شہید کرنے کے بعد' میر جعفروں اور میر صادقوں کو نوازنے کے بعد' لارڈ میکالے نے بھیجی۔ انڈیا آفس لائبریری لندن میں محفوظ ہے اس میں وہ لکھتا ہے کہ اس قوم کو جسے مسلمان کہا جاتا ہے اور جو اس برصغیر میں بستی ہے اسے غلام بنانا اتنا آسان نہیں اس لئے کہ ان کی شرح خواندگی ۸۰ فیصد ہے۔ اب برطانوی اکابرین سر جوڑ کر بیٹھے اور اس ملک کو قابو کرنے کے لئے انہوں نے ہندوستان میں جتنی ریاستیں تھیں ان کے سارے راجے مہاراجے خرید لئے' ان کے تخت بحال رکھے' انہیں سہولتیں بہم پہنچائیں اور باقی ساری رعیت کو ان کے پاؤں کے نیچے رکھا۔ کسی کو کوئی ضرورت ہے تو وہ راجے کے پاس جائے' ملازمت چاہئے تو اس کے پاس جائے' وہ زندہ رکھے یا مار دے کوئی فریاد سننے والا نہیں۔ وہ علاقہ جو اب پاکستان ہے اس میں دو چار ریاستیں تو تھیں باقی سارا ملک بغیر ریاستوں کے تھا۔ یہاں انہوں نے حکومت چلانے کا حل یہ نکالا کہ سارے برصغیر میں مسلمان حکمرانوں نے جو جامعات یعنی یونیورسٹیاں بنوائی تھیں وہ انگریز نے بیک قلم ضبط کر لیں۔ ان جامعات کے ساتھ وقف جاگیریں تھیں' ان کے اپنے بورڈ تھے جو ان جاگیروں کی آمدن سے طالب علموں کی تمام ضروریات لباس' کھانا' رہائش' کتابیں وغیرہ مہیا کرتے۔ یہ جامعات اس وقت کے تمام جدید علوم طب' سائنس وغیرہ پڑھاتیں' فنون سپہ گری سکھاتیں اس طرح اساتذہ بھی' سپاہی بھی' جرنیل بھی' مفسر اور محدث بھی انہی جامعات ہی سے نکلتے۔ اس لئے مسلمان حکمرانوں نے سب کو جاگیریں دی تھیں۔ انگریز نے جامعات سے جاگیریں چھین لینے پر ہی بس نہیں کیا' علماء حق کو قید و بند میں ڈالا' پھانسی پر چڑھایا۔ قتل و غارت کی اور جہاں ریاستیں نہ تھیں وہاں ان جامعات کی جاگیریں چھین کر وڈیروں' خانوں' نوابوں اور اربابوں کو عطا کیں اور عوام کو ان کا محتاج اور غلام بنا دیا۔ یہ لوگ عوام کی رگوں کا خون لے کر انگریز کے جوتے چمکایا

کرتے تھے۔

جب پاکستان بن رہا تھا' آپ تاریخ اٹھا کر دیکھیں' پاکستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام جاگیردار یونینیسٹ پارٹی کے ساتھ تھے بلکہ جو جاگیردار تقسیم ملک کے وقت اس طرف تھے وہ بھی بحفاظت پاکستان آ گئے ان کے پاؤں میں کانٹا بھی نہ چبھا۔ آپ پاکستان کی دونوں جنگوں میں کوئی جاگیردار دکھایئے جو شہید ہوا ہو یا اس کا کوئی بھائی یا رشتہ دار کہیں لڑا ہو' ہماری بدقسمتی یہ ہوئی کہ انگریز برصغیر سے جاتے ہوئے زمام اقتدار ان جاگیرداروں کو دے گیا۔ ہم سے ہندو اچھے رہے 'انہوں نے انگریز کے جاتے ہی ساری ریاستیں ختم کر دیں۔ اگر سردار پٹیل یہ ریاستیں ختم نہ کرتا تو ہندوستان کی اسمبلی میں صرف راجے مہاراجے ہوتے' ان کی رعیت صرف انہیں ووٹ دیتی لیکن پاکستان میں ایسا نہ ہوا۔ عجیب بات ہے ہندوستان میں باپ دادا کے زمانے سے قائم ریاستیں ختم ہو گئیں اور یہاں جو جاگیریں انگریز نے دے کر جاگیردار بنایا تھا وہ ختم نہ ہو سکیں' جنہیں فوراً ختم ہو جانا چاہئے تھا۔ اگر سردار پٹیل کر گذرا تو ہمارے حکمرانوں نے کیوں نہ کیا سب سے پہلے وزیراعظم نوبزادہ لیاقت علی خان نے کیوں نہ کیا۔ میری رائے میں اس کا ایک سبب ہے' ہو سکتا ہے مجھے دھوکا لگ رہا ہو لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں آزادی سے لے کر آج تک جاگیرداروں کو صرف اقتدار ہی نہیں دیا گیا بلکہ غیر ملکی عورتیں بھی فراہم کی گئیں۔ یہ غیر ملکی عورتیں حکمرانوں کی آڑ میں ملک پاکستان پر راج کرتی رہیں' یہ غیر ملکی سامراج کی ایجنٹ اور یہودیوں کی آلہ کار تھیں انہوں نے جاگیریں ختم نہ ہونے دیں۔ خان لیاقت علی خان کی بیوی رعنا لیاقت علی ہندو تھی جو ان کی کلاس فیلو تھی میں نہیں کہتا کہ کوئی ہندو یا عیسائی خاتون مسلمان ہو جائے تو بری بات ہے ہم اس پر شک نہیں کرتے وہ ہماری بیٹی' بہن' بہو ہے لیکن اسے حکومت کا حق نہیں دیا جا سکتا۔ سیدنا فاروق اعظم نے

قانون بنا دیا تھا کہ کوئی ایسا شخص جو تین پشت سے مسلمان نہ ہو وہ کسی سرکاری ادارے میں کام نہیں کرسکتا۔ نو مسلموں نے احتجاج کیا کہ ہماری وفاداری پر شک کیا جا رہا ہے فرمایا نہیں کسی غیر ملکی ایجنٹ کے لئے مسلمان کے بھیس میں حکومت میں داخل ہونے کا دروازہ بند کر رہا ہوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی غیر مسلم اسلام قبول کر لے تو وہ اسلام کی آبرو ہے' اسلامی ملک میں رہے' اسلامی حقوق حاصل کرے مگر اسے حاکم نہیں بنایا جا سکتا۔ اگر رعنا لیاقت علی نہ ہوتی تو لیاقت علی خان بھی جاگیریں واپس لے لیتے۔ ان کے بعد خواجہ ناظم الدین آئے ان کی کابینہ میں نواب محمد علی بوگرہ تھے جو غیر ملکی اہلیہ سمیت سی آئی اے کے تنخواہ یافتہ تھے' وہ جاگیریں کیوں ختم کرتے۔ اس کے بعد گورنر جنرل ملک غلام محمد آئے۔ مس روتھ بورل ایک یہودی لڑکی ان کی چہیتی پرائیویٹ سیکرٹری تھی اور مرتے دم تک ان کے ساتھ رہی۔ غلام محمد جب مرا تو کراچی کے لوگوں نے احتجاج کیا کہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہیں ہونے دیں گے۔ آخر اسے عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس کے بعد سکندر مرزا آئے اور ساتھ ناہید مرزا ایران سے لائے۔ فیروز خان نون آئے ان کی اہلیہ برطانیہ سے آ کر بیگم وقار النساء بن گئیں۔ ایوب خان کے زمانے میں بھٹو صاحب آئے اور نصرت بھٹو لائے اب ترقی کر کے غنوی بھٹو کی آمد پر دو ہو گئیں۔ ادھر عمران خان ہمارے قومی ہیرو جمیما لے آئے' وہ اچھی مسلمان سہی لیکن ملک کی زمام اقتدار پر یلغار کون سی مسلمانی ہے۔ ہمیں کسی کے کردار پر اعتراض نہیں 'اعتراض اس بات پر ہے کہ کیا انہوں نے اسلام اسی لئے قبول کیا کہ اس مظلوم قوم پر ایک اور بوجھ ڈال دیا جائے یہ سادہ' یہ بے بس اور مجبور قوم' یہ جرات مند مگر بے اختیار قوم یہ اس میں پھنسی رہی اس نے ووٹ اسے دیا میں ادھر دوں گا۔ خدا کے لئے اب اس بات سے تھوڑا آگے بڑھیں۔

نہرو خاندان کا جتنا اثر ہندوستان پر ہے اتنا کسی اور کا نہیں تو پھر راجیو گاندھی کی بیوی کو وزیراعظم کیوں نہیں بنایا؟ پھولن دیوی کو ممبر بنا دیا جو ڈاکو تھی ان پڑھ جاہل اور انگوٹھا لگاتی ہے اسے اسمبلی میں لے آئے سونیا گاندھی کو کوئی نہیں لایا جو پڑھی لکھی مگر غیر ملکی خاتون ہے۔ ہم تو غیرت ایمانی میں ہندوؤں سے بھی مات کھا گئے یہ مسلمانی ہے ہماری کہ ہم ایک دوسرے کا دامن ہی کھینچتے رہتے ہیں۔ پیر صاحب مرید بانٹنے کے لئے' مولانا معتقدین بانٹنے کے لئے اور مقررین نے چندے دینے والوں کا تعاقب کرنے میں دین داؤ پر لگا دیا۔ ہماری نا اتفاقی اور ہمارے علماء و مشائخ میں اختلاف شرعی نہیں ہے مفادات کا ہے۔ ہم نے بال سفید کر لیے ہیں ان چوکھٹوں اور ان دروازوں پر کہ للہ آپ اس طرف آئیے اور قوم کو اختلاف اور مفادات کی غلامی سے نکالیے۔ میں یہ بات بلا خوف اور برملا عرض کر رہا ہوں کہ میں اب اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ علماء اور مشائخ سے تنگ آ کر عام لوگ ایک جگہ متحد ہو جائیں تب ان کے پیروں سے زمین نکلے گی اور یہ سیدھے ہوں گے۔

یہ ملک اللہ اور اللہ کے رسول کی امانت ہے۔ ہم نہیں کہتے ہمیں حکومت دے دو یا ہمیں اقتدار میں شریک کر لو لیکن ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ جسے بھی حکمران بناؤ شرعی قاعدے' اسلامی طریقے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق منتخب کرو۔ لیکن یہ سارے حکمران دھوکے اور فریب سے جمہوریت کی بات کرتے ہیں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ لوگوں کے تحفظ کے لئے جمہوریت ضروری ہے یہ کہاں کی جمہوریت ہے کہ بوسینا میں آبرو ریزی ہوتی ہے تو مسلمان کی' کشمیر میں عزت لٹتی ہے تو مسلمان کی' الجزائر میں خون بہتا ہے تو مسلمان کا۔ یہ کونسی جمہوریت ہے کہ الجزائر میں مسلمان علماء کی ساری جماعتوں نے متحد ہو کر اسی مروج طریقے کے مطابق الیکشن لڑا اور جیتا تو وہاں امریکہ بہادر نے مارشل لاء کی حمایت کر دی یہ دوہرے معیار کیوں ہیں

جمہوریت کے۔ ہمارے ملک میں جمہوریت جس سے ہم چمٹے ہوئے ہیں یہ ہے کہ حکومتی اعداد و شمار کے مطابق چالیس فیصد سے زیادہ ووٹ پول نہیں ہوتے جس میں ساری سیاسی جماعتیں ہیں اور چودہ فیصد ووٹ پر حکومت بنتی ہے۔ چھیاسی فیصد اس حساب سے اقلیت اور چودہ فیصد اکثریت۔ یہاں کی جمہوریت تو رومن ایمپائر والی جمہوریت ہے جہاں نوے فیصد غلام تھے اور دس فیصد آقا۔ ان غلاموں میں بھی ایک سپارٹیکس پیدا ہو گیا تھا اور آقاؤں کو لوہے کے چنے چبوا دیئے تھے ہم تو مسلمان ہیں ہم اللہ کے بندے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور کسی دوسرے کی غلامی ہمیں زیب ہی نہیں دیتی۔ ہمارے پاس کوئی تصور ہی نہیں کسی اور کی غلامی کا اور جمہور، جمہوریت، انسانیت یہ سب سے پہلے حضور نبی کریم نے متعارف کروایا۔ جمہوریت اسلام کا عطا کردہ اصول ہے۔ حضور سے پہلے جتنے بھی نبی مبعوث ہوئے وہ اپنی قوم کی بات کرتے تھے، کوئی بھی تمام انسانیت کی طرف مبعوث نہیں ہوا کہ تمام انسانوں کی بات کرتا آپ نے جہاں اعلان فرمایا **یا ایھا الناس** اے اولاد آدم وہاں جمہوریت کا اصول یہ دیا کہ ہر شعبہ زندگی سے متعلق ماہر فن سے مشورہ طلب کیا جائے۔ گھر بنانے کے لئے کسی ڈاکٹر سے نہیں بلکہ آرکیٹیکٹ یا بلڈر سے مشورہ کیا جائے گا یہ جمہوریت نہیں کہ فیصلہ ملک کی تقدیر کا کر رہے ہیں اور سپریم کورٹ کے جج اور ایک چور اچکے کا ووٹ برابر ہے۔

اسلام نے جو اسلامی طرز انتخابات سے ریاستیں بنائیں وہاں لوگوں کو جن میں دین کا درد تھا، قوم کا درد تھا، قوم کی ضروریات سے واقف تھے ان کو چننے کا اختیار دیا اور ان کی رائے جس پر متفق ہو گئی۔ پورے ملک کو حکم دیا گیا کہ اس کی بیعت کرو۔

ہم نے جمہوریت مغرب سے لی۔ آپ برطانیہ کی مثال لیں، جو لوگ پارلیمنٹ میں ہیں ان کی نسلیں پارلیمنٹ میں بیٹھی ہیں وہاں سے جانے کا نام نہیں لیتیں، یہ

نظام ہم نے وہیں سے لیا ہے کہ نوکری اور ملازمت کا کوٹہ بانٹ دو۔ تعلیمی اداروں میں داخلے کا کوٹہ بانٹ دو۔ سڑکوں کا کوٹہ بانٹ دو' اگر گلی ایم این اے نے بنوانی ہے تو محکمہ تعمیرات کس بات کی تنخواہ لیتا ہے۔ سکول اگر ایم این اے نے بنوانا ہے تو محکمہ تعلیم کس لئے ہے۔ ہسپتال اگر ایم این اے نے بنانا ہے؟ تو محکمہ صحت کس لئے ہے یہ تو اسمبلی کے ممبر ہیں' ان کا کام تو قانون سازی ہے' مگر انہیں تو پڑھنا نہیں آتا انگوٹھا لگا کر اسمبلی سے تنخواہ وصول کرتے ہیں۔ پچاس لاکھ کی گاڑی منگواتے ہیں اس پر ٹیکس معاف ہے اور عام آدمی پل پر سے گزر جائے تو اس سے پیسے وصول کئے جاتے ہیں' وزراء اور امراء اربوں روپے کھا گئے اور عبوری حکومت نے بھی وہی حل نکالا ہے کہ عوام پر مزید ٹیکس لگا دیئے جائیں' پہلے آپ نے کونسی رعایت دے رکھی ہے۔ ایک بوری کھاد کو آپ کہاں سے کہاں لے گئے۔ ٹریکٹر کی قیمت کہاں پہنچا دی۔ ڈیزل کی قیمت کہاں تک لے گئے۔ بیجوں کی قیمت کہاں سے کہاں پہنچا دی اور یہ ساری محنت کاشتکار کرتا ہے جس سے آپ دو آنے کلو گنا لیتے ہیں اور بیس روپے کلو چینی دیتے ہیں۔

تحریک تبدیلی نظام کا مقصد صرف یہ ہے کہ وطن عزیز پر نظام اسلام نافذ کیا جائے اور فرسودہ اور ظالمانہ نظام سے اس غریب ملک کی جان چھڑائی جائے۔ تحریک تبدیلی نظام صرف یہ چاہتی ہے کہ اس ملک کو فرعونی طرز حکومت سے نجات دلائی جائے جب ہمارا پیدا ہونے سے مرنے تک کا سارا نظام اسلامی ہے' تو جو نظام سلطنت ہم پر مسلط ہے وہ کیوں نہ اسلامی ہو۔ ہم دنیا بھر کے نظام آزما چکے ہیں' ہم نے سوشلزم اپنا لیا ہم نے جمہوریت کے مختلف روپ اپنا لئے تو کیا اب ہمارے حکمران تجربے کے طور پر بھی اسلامی نظام نہیں اپنانا چاہتے؟ کیا ان کی نظر میں اسلام اس قابل بھی نہیں رہا کہ ایک مسلمان ریاست کے کروڑوں مسلمانوں پر اسلام کا تجربہ ہی کر لیں۔

ہم نے حکمرانوں کو بارہا بتایا ہے کہ تحریک تبدیلی نظام وہ پرانا نظام لانا چاہتی ہے جو آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ نے دیا۔ عدالتی نظام، معاشرتی نظام، تعلیمی نظام اور معاشی نظام، جب کہ آج ہماری معیشت سودی نظام پر استوار ہے جبکہ قرآن بتاتا ہے کہ سودی کاروبار کرنا اللہ اور رسول سے جنگ کے مترادف ہے اور ہمیں سود گھر بیٹھے دیا جا رہا ہے۔ آپ اس بات پر غور فرمالیجئے کہ ایک آدمی جو سو روپیہ بینک میں رکھتا ہے اسے بینک سات سے گیارہ روپے تک سال کے بعد دیتا ہے جو سود ہوتا ہے اور حرام ہوتا ہے اس سو روپے پر بینک کم و بیش چھیالیس روپے کماتا ہے، اور یہ تاثر غلط ہے کہ بینک سود سے کماتا ہے۔ بینک تجارتی پراجیکٹس سے کماتا ہے عام لوگوں کو جنکے سرمائے سے کاروبار ہوتا ہے اسے سات سے گیارہ روپے تک سود کے طور پر ملتے ہیں اور باقی بینک رکھ لیتا ہے۔ بڑے بڑے لوگوں نے جو ایک سو تیس ارب روپیہ بینکوں سے لے کر ہضم کرلیا یہ سرمایہ اس غریب آدمی کا ہے جو اس ملک کا شہری ہے، حکمران اس نظام کو کیوں نہیں بدلنا چاہتے اس لیے کہ اگر یہ نظام بدل جائے تو اس چھیالیس روپے میں سے چھ روپے بینک سروس چارجز چھوڑ کر چالیس روپے اس کو جائیں گے جس کا سو روپیہ ہے جو حلال ہوں گے وہ نفع ہو گا اور یہ ڈرتے اس بات سے ہیں کہ اگر اسلامی نظام آجائے گا تو جو گاڑی بڑے آدمی کے پاس ہو گی عام آدمی بھی رکھ سکے گا، جو کپڑے ان کے بچے پہن لیتے ہیں وہی کپڑے ہمارے بچے بھی پہن لیں گے اور جو جوتا یہ پہنتے ہیں وہ عام آدمی کو نصیب ہو جائے گا اور یہ انقلاب انہیں گوارا نہیں۔ اس لئے اسلام انہیں تو راس آتا ہی نہیں مگر ہم کیوں بدھو بنے ہوئے ہیں؟ ہماری تو ضرورت بھی ہے عقیدہ بھی ہے ایمان بھی ہے میں نہیں کہتا ہمیں اقتدار دیں۔ ہم تو اسمبلی کے امیدوار بھی نہیں، ہمیں آپ کے ووٹوں سے کوئی غرض نہیں۔ ہمیں آپ کے فیصلوں سے کوئی سروکار نہیں ہم تو محمد کریم کا

فیصلہ آپ کو ماننے کا مشورہ دے رہے ہیں اگر آپ کا ضمیر مطمئن ہے تو امیدواروں کو ووٹ ضرور دو لیکن یہ یاد رکھو یہ ووٹ بیعت امارت ہے یہ وہی بیعت ہے جو خلفائے راشدین کی کی گئی آپ جس کے حق میں پرچی ڈالتے ہیں اس کی بیعت امارت کرتے ہیں علماء سے پوچھ لیجئے۔

ووٹ ضرور دیں لیکن اپنی عاقبت دیکھ کر' اپنا ایمان بچا کر' ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ شریعت محمدیہ کو' نظام خلافت راشدہ کو مینار بنا کر حکمران منتخب کیا جائے۔ اللہ کی قسم! سیاہ حبشی غلام کو بھی اس طریقے سے حکمران بنا دو ہم اس کے خادم ہیں لیکن بناؤ شریعت محمدیہ کے مطابق اور اگر نہیں تو اس حکومت کو بتا دو ہم بدمعاشی کا الیکشن نہیں چاہتے' یہ مذاق ہر دو تین سال کے بعد کیوں کیا جاتا ہے' آج آپ ٹیلی ویژن پر دکھاتے ہیں کہ گھوڑے اصطبل میں سیب کا مربہ کھاتے تھے' کیا یہ کل سے کھانا شروع کیا اور اگر تین سال پہلے سے کھا رہے ہیں تو تین سال پہلے ٹیلی ویژن کہاں تھا۔ آج دکھانے کا کیا مطلب ہے۔

یہ قدم قدم پر شکست کا نظام کب تک چلے گا؟ مارشل لاء اٹھنے کے بعد یہ چوتھی اسمبلی توڑی گئی آپ اسمبلی میں ایسے نااہل لوگ کیوں لاتے ہیں جو اپنا وقت پورا نہیں کر سکتے اور صدر مملکت کو اسمبلی توڑنی پڑتی ہے اور پھر انہیں نا اہل لوگوں سے اسمبلیاں دوبارہ جوڑی جاتی ہیں۔ آپ ملک و قوم کو ہمیشہ ان کے سپرد ہی کرتے ہیں جن کی حرص و بھوک کی کوئی حد نہیں' بے دین اور لٹیرے آپ کے ملک پر مسلط کر دیئے جاتے ہیں لیکن کب تک؟ لوگو اس کے ذمہ دار میں اور آپ ہیں۔ ظلم کرنا بھی ظلم ہے اور ظلم سہنا اس سے بڑا ظلم۔ اگلے روز خبر آئی کہ مصطفیٰ کھر کے بھائی نے تین چار سو مربع اراضی پر زبردستی قبضہ کر لیا' وہاں پچاس ساٹھ گھر غریبوں کے تھے ان سے کہا گیا کہ یہ گاؤں خالی کر دو۔ انہوں نے کہا یہ سرکاری زمین ہے اور ہم اس پر تقسیم ملک کے پہلے سے بیٹھے ہیں کیوں خالی کریں

اس پر انہیں بتائے بغیر رات کو آگ لگا دی گئی اور وہ بستی جلا دی گئی بہت سے جانور ہلاک ہو گئے کچھ انسان زندہ جل گئے غریب کا بستر بوریا' غلہ دانہ' گندم' سامان سب جل گیا کسی نے تھانے میں رپورٹ تک نہیں لکھی۔

پھر کہتے ہیں کہ عوام احتساب کریں

لغاری قبیلے نے اپنے ایک ڈرائیور کو قتل کر کے اس کی بوڑھی ماں کو بے لباس کر کے دریا کے کنارے بھگا بھگا کر مارا۔ کیا وہ ان لغاریوں کے خلاف ووٹ سے احتساب کریں گے احتساب کرنے کے لئے انہیں کہا جاتا ہے جو پس رہے ہیں جو ان بھیڑیوں کے پنجوں کے نیچے ہیں۔

صدر مملکت نے کرپشن اور آئین کی خلاف ورزی کے جرم میں اسمبلی توڑ دی' جب حکومت کرپٹ تھی جس نے قوم کو لوٹا' قوم کے ساتھ ظلم کیا' آئین کی خلاف ورزی کی' تو ملک کا سربراہ کیسا ہے کہ کرپشن کے جرم میں سزا نہیں دیتا بلکہ جنہیں کرپٹ کہا گیا ہے انہیں ریسٹ ہاؤس میں رکھا جاتا ہے اور پولیس ان کی حفاظت اور خدمت میں مصروف ہے' رات دن کھانے آ رہے ہیں' گانا بجانا ہو رہا ہے اور یہ کرپٹ کی سزا کا انداز ہے کیا یہ احتساب ہے یا احباب نوازی؟ اب کہا جا رہا ہے کہ ثبوت نہیں ملے۔ اگر ثبوت نہیں تھا تو اسمبلی کیوں توڑی اور اگر ثبوت کی بناء پر اسمبلی توڑی ہے تو ان کرپٹ لوگوں کو سزا دی جانی چاہئے لیکن ہمارے نگران وزیراعظم کہتے ہیں ان کرپٹ سیاستدانوں کا احتساب ووٹر کرے گا۔ کیا جاگیرداروں کی جاگیر پر بسنے والے مزارعے اور رعیت ان کے خلاف ووٹ دے سکے گی اور احتساب وہ کریں گے جنہیں بے دست و پا کر کے بھیڑیوں کے آگے ڈال دیا گیا ہے۔ کیا یہ مذاق نہیں ہے اس غریب کے ساتھ؟ کیا اللہ کی زمین پر رہنے کا حق صرف ان کو ہے جنہوں نے انگریز کی غلامی کی اور ملک بیچ کر کھاتے

رہے اور آج بھی انگریز کا حق نمک ادا کر رہے ہیں۔ملک کو لوٹ لوٹ کر سرمایہ باہر لے جا رہے ہیں

آپ کہتے ہیں ملک مقروض ہے پچیس ارب کا اور حکومتی معززین کا ایک سو تیس ارب باہر کے بینکوں میں ہے۔ ہم کہتے ہیں ہم بڑے مجبور ہیں I M F کا قرضہ ہے۔ ورلڈ بینک کا قرضہ ہے۔ اور ہم غلام بنے ہوئے ہیں ورلڈ بینک کے اور ملک کے سربراہ ان وڈیروں' جاگیرداروں' سیاستدانوں سے وہ ایک سو تیس ارب واپس لینے کی بجائے ہم ہی پر ٹیکس لگائے جا رہے ہیں۔

محترم صدر صاحب نے نوید سنائی کہ 1997ء تک سارا قرضہ اتر جائے گا۔ کیسے اترے گا؟ فرمایا ہوائی اڈے بیچ دیں گے' نہریں بیچ دیں گے' ٹیلی کمیونیکیشن سسٹم بیچ دیں گے سارا پاکستان بیچ کر قرضہ کس کا اتارو گے ظالمو۔ پھر اسے قرضے میں ہی رہنے دو۔ قرضے میں اس کا ایک وجود تو ہے جب وہ بھی بک جائے گا تو باقی کیا بچے گا۔ کس کا قرضہ اتارو گے۔ آپ نے اسمبلی توڑی آپ کا کام الیکشن کروانا تھا "آپ ملک برائے فروخت" کا بورڈ لگا کر بیٹھ گئے اور فرماتے ہیں ملک کی اقتصادی حالت سدھاریں گے آپ کہتے ہیں کہ ہم نوے دن میں الیکشن کروائیں گے یہ آئین کا تقاضا ہے اور تاریخ آپ نے تین فروری رکھی جو اعتکاف کے دنوں میں آتی ہے۔ دیندار لوگوں کے لئے مسئلہ بنا دیا کہ یا ووٹ دیں اور اعتکاف چھوڑیں یا اعتکاف کریں اور ووٹ چھوڑ دیں یہ تاریخ کونسی منزل من اللہ ہے اگر الیکشن نوے دن سے آگے نہیں جا سکتے تو پانچ دن پہلے کر لو۔ کسی کو احساس نہیں کوئی شعور نہیں' کوئی فکر نہیں کرتا۔ مولانا بھی مست ہیں پیر صاحب بھی اور سیاستدان بھی لیکن آپ کو یہ نوٹس لینا چاہیئے۔ اس لئے کہ ہم امام سے محروم ہو چکے ہیں۔

اس آئین میں یہ بھی موجود ہے کہ وہ شخص جو پاکستانی ہو اور پھر کسی

دوسرے ملک کی شہریت لے لے وہ اسمبلی میں امیدوار کی حیثیت سے کھڑا ہونے کا اہل نہیں مگر ہماری حکومت میں ایسے شخص کو وزیر بنا لیا جاتا ہے جو باہر سے چھٹی لے کر آ جاتا ہے۔ اس وقت آپ کا آئین کہاں جاتا ہے جب باہر سے ایک شخص آ کر وزیراعظم پہلے بن جاتا ہے پاسپورٹ اور شناختی کارڈ بعد میں بنتے ہیں آپ کے آئین میں دفعہ 63 - 62 موجود ہیں جو اسمبلی کے امیدواروں کے کردار کی نوعیت متعین کرتی ہیں انہیں لاگو کیوں نہیں کیا جاتا۔ جو بات آپ کے مقصد کی ہوتی ہے وہ آپ آئین سے لے لیتے ہیں جو آپ کے مفاد سے ٹکراتی ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ آدھی کتاب کے ساتھ ایمان ہے آدھی کے ساتھ کفر کرتے ہیں یہ وہ ساری تلخ حقیقتیں ہیں جن کے ذمہ دار میں اور آپ ہیں۔

افغانستان پر مصیبت آئی ان کے لئے قدم رکھنے کی جگہ' بھاگ کر ٹھکانہ بنانے کی جگہ پاکستان کا وجود تھا۔ خوانخواستہ آپ یہاں خانہ جنگی کرواتے ہیں تو یہ غریب کہاں جائیں گے کیا ہندوستان میں پناہ ملے گی یا ایران میں یا سمندر پناہ دے گا؟ اس قوم کو خانہ جنگی سے بچایئے۔ یہ ملک خانہ جنگی کا متحمل نہیں ہو سکتا اور یہ ایک دوسرے کے گلے کاٹنے کے لئے نہیں بنا۔ اس سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے حکام کو بتاؤ کہ ہم تمہارا طریقہ انتخاب مسترد کرتے ہیں' ہم اس نظام کو قبول نہیں کرتے۔ یہ واحد راستہ ہے اور یہ مشکل ہے تکلیف دہ ہے لیکن اسلام کے لئے کون کرے گا؟ کیا ہندو یا عیسائی یا یہودی کرے گا؟ میں اور آپ ہی مکلف ہیں اور اللہ کے وہ فرشتے جو بدر و احد میں اترے تھے وہ آج بھی موجود ہیں۔ صرف آج ان رسالت کے پروانوں جیسا ایمان پیدا کرنا ہے۔ انشاء اللہ آپ دیکھیں گے ایک دن یہ سیلاب بلا' یہ محمد کریمؐ کے پروانوں کا سیلاب' دین کے خادموں کا سیلاب' یہ اللہ کے نام پر جان لٹانے والوں کا سیلاب' انہیں خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گا انشاء اللہ۔

ہم کسی سے دین کی بھیک نہیں مانگیں گے ہم دین کے لئے کسی کو درخواست پیش نہیں کریں گے کیونکہ **تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر** امر کا صیغہ ہے، حکم کا صیغہ ہے، حکماً" روک دینے کا حکم ہے۔ حکماً" نیکی کو نافذ کرنے کا حکم ہے اور انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ جو فریب ہمارے ساتھ کھیلے جا رہے ہیں ان کو جانئے اور بے ایمانوں اور بدمعاشوں کا راستہ روکنے کے لئے میدان میں آیئے' یہ مجھ پر فرض ہے' یہ آپ پر فرض ہے۔ میں کسی ذات کے خلاف نہیں ہوں۔ کسی فرد کے خلاف نہیں ہوں۔ میں اس ظالمانہ نظام کو چیلنج کر رہا ہوں اللہ کے بھروسے پر۔ میں اپنی قوم کے جوانوں کو وہ عہد یاد دلانا چاہتا ہوں جو ان کا اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ ہے۔ میں انہیں اللہ کا وہ حکم سنانا چاہتا ہوں جس "میں وہ کہتا ہے میں تمھیں تب تک مومن نہیں مانوں گا" جب تک تم میرے نبی کو اپنا حاکم نہیں مانو گے بات لمبی کر لو یا مختصر ہماری جائے پناہ محمد رسول اللہ کے قدموں میں ہے اس کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں' کوئی جائے امن نہیں۔ لیکن بھاگنے کا راستہ بھی نہیں' آج واپس آجائیں یا چند سال بعد' ہمیں لوٹ کر اسی بارگاہ میں آنا ہے۔ مجھے ان حاکموں سے کوئی توقع نہیں تھی جو چلے گئے نہ ان سے ہے جو اب ہیں اور ان سے بھی نہیں جو امیدوار حکومت ہیں اس لئے کہ ان کے قد چھوٹے بڑے ہیں' رنگ مختلف ہیں' نام مختلف ہیں خاندان ایک ہی ہے' قبیلہ ایک ہی ہے' مزاج ایک ہی ہے۔ انھیں آج یاد آ گئی' قومی تحفظ کی کونسل' عبوری حکومت تو آئی تھی نوے دن میں انتخاب کروانے کے لئے اور روز مرہ کے حکومتی کام جاری رکھنے کے لئے یہ پالیسیاں بنانے والے کون ہوتے ہیں؟ انہیں نیشنل سیکورٹی کونسل کا خیال کیوں آ گیا۔ میری ذاتی رائے میں یہ کونسل اگلی حکومت کو باگ ڈالنے کے لئے بنائی ہے کہ اگلی حکومت کی باگ ڈور ان آقاؤں کے ہاتھ میں ہو جنہوں نے انہیں حکومت دی ہے۔ ہم امریکہ کو گالیاں دیتے رہ گئے' ہم

مغرب کو گالیاں دیتے رہ گئے لیکن مغرب کی غلامی سے نکلنے کا سوچا ہے کبھی۔ شیطان کو گالیاں دینے سے اس کا کیا بگڑتا ہے۔ اس کی اطاعت چھوڑ دو کہ اس کا کچھ تو بگڑے۔

امریکہ کو گالیاں دینے سے کچھ نہیں ہو گا' امریکہ کے ان پروردوں کو ٹھکرا دو ان سے اقتدار چھین لو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈھیر کر دو۔ دین اسلام جسے امیر بنائے ہم اس کے خادم ہیں' دین اسلام جسے امین بنائے ہم اس کا احترام کرتے ہیں' دین اسلام جسے سزا دے ہم پوری سنگدلی سے اسے سزا دینے کے حق میں ہیں' بڑی سادہ سی بات ہے اور یہ میرے' آپ کے اور ہم سب کے ایمان کا معاملہ ہے۔ اللہ کریم ہمیں وہ جرات رندانہ دے' وہ توفیق دے کہ ہم میدان حشر میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو شرمندہ نہ ہوں۔ آج مرنا ہے یا کل یہ وہ جانے۔ زندگی موت کا سفر ہے ہر سانس ایک قدم ہے وہ ہمیں موت کے قریب لے جا رہا ہے موت اللہ کی راہ میں آئے تو قابل فخر ہو جاتی ہے اور اللہ کی نافرمانی میں آئے تو باعث ملامت بن جاتی ہے۔ اللہ کریم ہمیں اس بات کو سمجھنے کی' اپنی ذات اور اپنے حبیبؐ سے وفا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور اللہ کرے ہم اس ملک پر دین اسلام کو نافذ دیکھیں۔

میں نے صدر مملکت سے خود مل کر عرض کیا کہ حضور اس ملک میں روئے زمین سے زیادہ دینی علم موجود ہے۔ اس ملک میں روئے زمین سے زیادہ عبادت کرنے والے باعمل مسلمان موجود ہیں۔ اگر یہاں بھی اسلام نافذ نہیں ہو سکتا تو کوئی دوسرا خطہ دکھائیے جہاں نفاذ اسلام کی بات کی جا سکے' کہنے لگے جلدی نہیں ہو سکتا اسلام میں تدریج ہے۔ میں نے کہا آپ کو دھوکا ہوا ہے اسلام کے نزول میں تدریج ہے نفاذ میں تدریج نہیں ہے۔ نازل ضرور بتدریج ہوا لیکن جتنا نازل ہوتا تھا جو کلمہ پڑھ لیتا تھا اس پر سارا لاگو ہو جاتا تھا۔ تئیس برسوں میں مکمل ہوا

تئیس برسوں بعد جس نے کلمہ پڑھا اسے تئیس برس اسے اختیار کرنے کے لئے نہیں دیئے گئے اس پر فوراً" نافذ ہوتا تھا۔ لیکن یہ اس طرح نہیں مانیں گے اور حکومتیں تھالی میں رکھ کر کوئی نہیں دیتا۔ یہ خدا کو بھی حکومت واپس کرنے کو تیار نہیں۔ لیکن اب وقت آگیا ہے اللہ ان سے چھیننے والا ہے' میرے لئے نہیں' آپ کے لئے نہیں' ان یتیموں کے لئے جن کی آہیں ان کے تخت ہلا رہی ہیں' قوم کی ان بیوہ بیٹیوں کے لئے جن کے سر سے چادر چھن گئی۔ ان بوڑھی ماؤں کی آہوں کے صدقے جن کے جوان بیٹے ذبح ہو گئے اور یہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ ان کا تخت انسانی خون کی دلدل پر دھرا ہے اور یہ دھنسنے کو ہے' غرق ہونے کو ہے' میں تو دعا کرتا ہوں اللہ انہیں بھی توبہ کی توفیق دے دے اور اگر یہ توبہ نہیں کرتے تو یہ سن لیں ان کا تخت اقتدار انسانی خون کی دلدل پہ زیادہ دیر نہیں رہ سکے گا' یہ اب دھنسنے کو ہے اور انشاء اللہ اسلام کی فجر طلوع ہونے والی ہے' دین برحق کا غلبہ ہونے کو ہے' دعا یہ کرو کہ اللہ مجھے بھی آپ کو نفاذ بھی دین میں شرکت کے لئے قبول فرما لے آمین۔

☆☆☆

زندگی کے خواب میں زندہ ہیں ہم
اپنے ہونے کا یقیں حاصل نہیں

ہر طرف لہریں بھنور گرداب ہیں
گر نہیں تو منظرِ ساحل نہیں

آرزوئے وصل میں تڑپا کرے
اپنے پہلو میں تو ایسا دل نہیں

بدل دو رخ بادباں کا بدل دو
سفر تیرا جانبِ منزل نہیں

اب بدل دو ناخدا ہی ناؤ کے
ان میں کوئی طالبِ منزل نہیں

اب کوئی مردِ قلندر کر تلاش
رہنما مقصود ہے قاتل نہیں

دل اجاڑے ہیں انہوں نے اے فقیرؔ
توڑ دو سب کچھ مگر اک دل نہیں

فقیر سیماب اویسی